تنویر الخواطر بتحقیق الحاضر والناظر

امام المناظرین حضرت علامہ

مولانا محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ اشاعت العلوم

دسن پورہ۔ لاہور۔ پاکستان

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ★ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

یہ ہماری کتاب تمہارے سامنے حق بیان کرتی ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے

تنویر الخواطر

بتحقیق

الحاضر والناظر

ابو زاہد محمد سرفراز خاں صاحب صفدر گکھڑوی کی کتاب تسوید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر کا مکمل اور محققانہ جواب اور اس کی دجالانہ روش کا منصفانہ تعقب و مسئلہ حاضر و ناظر کی عام فہم توضیح

از قلم

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

ادارہ اشاعت العلوم وسن پورہ، لاہور، پاکستان

نام کتاب :- تنویر الخواطر بتحقیق الحاضر والناظر

مصنف :- امام المناظرین حضرت مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کتابت :- ذاکر حسین باجوہ

اشاعت سوم :- اکتوبر ۱۹۹۱ء

تعداد :- اشاعت اول تا دوم = ۳۰۰۰

اشاعت سوم = ۲۰۰۰

ہدیہ 160

ناشر :- ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وسن پورہ لاہور ۳۹

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت العلوم جامع مسجد صوفی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

وسن پورہ ۔ لاہور

فہرست

دُوسرا باب

خان صاحب رقمطراز ہیں:

اعتراض: "جناب امام الانبیاء سید ولد آدم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ تمام مخلوق سے آپ کا رُتبہ بلند اور اُونچا ہے اور بے شمار معجزات اللہ تعالےٰ نے آپ کے دستِ مبارک پر ظاہر فرمائے ہیں اور ایسے ایسے علوم و معارف و دقائق و اسرار اللہ تعالےٰ نے آپ کو دیئے ہیں کہ نہ وہ کسی اور رسُول کو عطا ہوئے نہ کسی فرشتہ مقرب کو ... مگر باایں ہمہ آپ ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے اور نہ جمیع مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ہی آپ کو عطا کیا گیا تھا اور بے شمار ایسی جگہیں ہیں جہاں آپ کو حاضر و ناظر تسلیم کرنا آپ کی توہین اور تحقیر ہے اور متعدد ایسے علوم و فنون ہیں خصوصًا اس فلمی دور میں کہ جن کو کوئی بھی شریف انسان جاننا اور سیکھنا گوارا نہیں کرتا ایسے ناپاک علوم اور فنون کی نسبت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خالص گستاخی اور بے ادبی ہے"[1]

جواب: ہم خان صاحب سے یہ پُوچھتے ہیں:

اللہ تعالےٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہو یا نہیں اگر نہیں مانتے تو یہ

---

[1] :- بلفظہٖ تسوید النواظر ص۴۹ ۔

صریح کفر ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ۔

اور اگر اللہ تعالےٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو اُن بے شمار جگہوں میں جہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر و ناظر ماننا آپ کی توہین اور تحقیر ہے ان جگہوں میں خُدا کو حاضر و ناظر تسلیم کرنا اللہ تعالےٰ کی توہین اور تحقیر کیوں نہیں؟

اور کیا اللہ تعالےٰ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہے یا نہیں وہ کونسا علم ہے جو اللہ تعالےٰ کے علمی خزانہ میں نہیں ہے؟ تو یہ فلمی معلومات اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا توہینِ خُداوندی ہے یا نہیں؟

کیا ہر وہ بُری جگہ جہاں انسان بُرائی کماتے ہیں فرشتے وہاں حاضر ہوتے رہیں یا نہیں؟

کیا سینماؤں، شراب خانوں، ناچ گھروں اور چکلوں پر اللہ تعالےٰ اور رسُولِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرشتوں کا حاضر اور ناظر ہونا اور ہم جیسے بدکار انسانوں کا حاضر و ناظر ہونا دونوں برابر ہیں؟ اور

کیا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُولِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فلمی کاروائیوں اور اس جیسی دیگر بے حیائی کا علم رکھنا اور عام انسانوں کا ان گندے علوم کو حاصل کرنا برابر ہے؟ شریف انسان بے حیائی کے کام سے اس لیے بچتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بُرا جانتے ہوئے اُن سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے بلکہ انسانوں کے لیے کسی قسم کے علم کی تحصیل بُری نہیں ہے جبکہ نیت خیر کی ہو، مثلاً جادو سیکھنا، شراب خوروں کی حالت پر آگاہی، اور فلمی بے حیائی کی معلومات کوئی منع نہیں جبکہ مخلوقِ خُدا کو ان برائیوں سے بچانے کے لیے ہو، لہٰذا ہم خان صاحب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ ہمارے ان سوالوں کا جو جواب اللہ تعالےٰ کے بارے میں آپ کے ذہن شریف میں آئے وہی جواب رسُولِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے بارے میں کافی اور وافی ہوگا اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اُوْتِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ تو خان صاحب کے پاس کوئی دلیل ہے جس سے علم الاخرین میں سے کوئی علم مستثنیٰ کیا جاسکے۔

قطبِ شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

قَدْ اَخْبَرَنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّهٗ اُوْتِیَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَنَحْنُ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ بِلَاشَكٍّ وَقَدْ عَمَّمَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُكْمَ فِی الْعِلْمِ الَّذِیْ اُوْتِیَهٗ فَشَمَلَ كُلَّ عِلْمٍ مَنْقُوْلٍ وَمَعْقُوْلٍ وَمَفْهُوْمٍ وَمَوْهُوْبٍ۔[1]

ترجمہ:۔ تحقیق ہم کو خبر دی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ وہ دیئے گئے ہیں اولین اور آخرین کا علم اور ہم بیشک آخرین ہی سے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیئے گئے علم پر حکم عام لگایا ہے۔ پس شامل یہ حکم علم منقول اور معقول کو اور فہمی و وہبی کو۔

باقی رہا خان صاحب کا یہ دعویٰ کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ عطا کیا گیا ہے، سو یہ بے بنیاد ہے اور جن واقعات سے اپنے دعویٰ پر استدلال کیا ہے اُن کا کافی اور وافی جواب دیا جائے گا۔ اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بلکہ اس سے بھی زیادہ

[1] :۔ الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۲۱۔

علم عطا کیا گیا لیکن بتدریج حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کی تکمیل قرآن مجید کے نزول کی تکمیل سے ہوئی ہے جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا، آپ کے علم میں اضافہ ہوتا گیا، جب قرآن کا نزول تمام ہوا آپ کے علوم بھی تمام ہو گئے، اور حاضر و ناظر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی زمانہ اور کوئی مکان ایسا نہیں جو آپ سے خالی ہو اور اس عقیدہ پر علامہ شیخ علی نور الدین حلبی صاحب سیرۃ حلبیہ متوفی ۱۰۴۴ھ نے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے جس کا نام

تَعْرِیْفُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَالْاِیْمَانِ بِاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا یَخْلُوْ مِنْهُ مَكَانٌ وَّلَا زَمَانٌ

علامہ موصوف نے دلائل نقلیہ اور عقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی مکان اور کوئی زمانہ خالی نہیں ہے اور اس رسالہ کو بعینہٖ علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل انبھانی نے اپنی کتاب جواہر البحار جلد ۲ ص ۱۱۱ پر نقل فرمایا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے حسب ضرورت اقتباسات بھی قارئین کی پیش نظر کیے جائیں گے۔ موجودہ دور میں جن حضرات اہل سنت و جماعت نے مسئلہ حاضر و ناظر کو چھیڑا ہے، از روئے دلائل سیر حاصل بحث فرمائی ہے لیکن ان حضرات نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اس مسئلہ کی حقیقت کو عام فہم طریقہ سے عوام کو سمجھایا جائے تاکہ عوام منکرین کے دام مکر و فریب سے محفوظ رہیں۔ در اصل نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

صورتِ اوّل:۔ یہ کہ تمام انبیاء آپ کے سامنے موجود ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مقام مقدس سے سب کو ملاحظہ فرماتے ہیں یہ صورت عام ہے جو کہ قبل از ظہور اور بعد از ظہور دونوں زمانوں کو شامل ہے۔

صُورتِ دوم : یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جسمِ اطہر کے ساتھ ہر جگہ موجود ہوں، یہ صُورت خاص ہے اور موقوف ہے اللہ تعالےٰ کے پیارے رسُول علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی مشیّت پر کہ جب وُہ چاہیں دو چار دس بلکہ ہزار، دو ہزار بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ مقامات پر ایک ہی وقت میں بذاتِ خُود تشریف لے جائیں اور مقامِ خاص بھی آپ کی ذاتِ اطہر سے خالی نہ ہو۔

صُورتِ اوّل کی توضیح

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ۔[1]

اس کا ترجمہ بھی محققین نے یہ ہی کیا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالےٰ کے سامنے موجود ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کو ہر شے پر حاضر کہنا دُرست ہے یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حاضر و ناظر ہونے کے لیے یہ قید لگانا کہ ہر جگہ اس کا جسم ہی موجود ہو بالکل بیکار ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ جسم سے پاک اور منزہ ہے۔ از روئے علم اور قدرت کے بھی حاضر و ناظر ہوسکتا ہے۔ اور سرورِ کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا۔[2]

ترجمہ :۔ پس کیا کیفیت ہوگی جب ہم ہر اُمّت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔

آپ کی یہ گواہی ماقبل کے تمام انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام اور ان کی اُمّتوں کو

[1] :۔ پ۱۷ الحج ع۲ آیت ۱۷۔ [2] :۔ پ۵ النساء ع۶ آیت ۴۱۔

شامل ہے اور پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے یہ گواہی آپ کی تمام اُمّت کو شامل ہے۔ ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدم علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک تمام مخلوق پر گواہ ہیں اور گواہی میں اصل واقعہ کا مشاہدہ اور معائنہ ضروری ہے۔ اگرچہ شہادت بالتسامع بھی بعض معاملات میں جائز اور مقبول ہے اس کی پوری بحث خان صاحب کے اعتراضات کے رد کے موقع پر کی جائے گی۔ قرآن کریم اور احادیثِ پاک ہمیں یہ ہی بتلاتی ہیں کہ شاہد اور شہید کے معنی حاضری کے آتے ہیں اور گواہ پر شاہد کا اطلاق بھی اسی وجہ سے ہے کہ وُہ موقعہ پر موجود ہوتا ہے اور یہ ہی گواہی اولیٰ اور افضل ہے۔ یہ بات خان صاحب کو ہم پھر ذہن نشین کرا دیتے ہیں کہ شہادت بالمعائنہ کسی باب میں بھی مردُود نہیں اور شہادت بالتسامع بعض معاملات میں جائز اور مقبول ہے اور اکثر میں مردُود جیسا کتبِ فقہ میں موجود ہے لہٰذا گواہی میں معائنہ اور مشاہدہ کے اصل ہونے کا انکار جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ اس صُورتِ اوّل کی تائید میں عُلماء محققین اولیاء کاملین کے اقوال نقل کرنے سے قبل ہم خان صاحب کے کان کھول دینا چاہتے ہیں کہ آپ کی یہ لن ترانی ہرگز مسموع نہیں کہ اس باب میں مُفسّرین اور اولیاء اکرام اور محدّثین کی ذاتی رائے نہ سُنی جائے گی۔ کیا یہ لوگ قرآن و حدیث سے ناواقف ہیں یا عربی زبان نہیں جانتے۔ اگر یہ ہی بات ہے تو آپ جیسی لومڑی کا اس جنگل میں کونسا حصہ ہے۔ جو کہ آیات میں تفسیر بالرائے اور احادیث میں قطع برید سے کام لیتے ہوئے عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہو کیا یہ آپ کا دجل نہیں کہ مُفسّرین کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے اقوال کو ان کی ذاتی رائے یعنی بلا دلیل بات قرار دیتے ہو کیا قرآن مجید میں اپنی رائے کو دخل دینا اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا ہے یا نہیں؟ اگر یہ لوگ جہنمی ہیں تو آپ کو جنت کا ٹکٹ ابلیس لعین نے عنایت فرمایا کیا خان صاحب کہیں

نسوار شریف کے نشہ میں تو نہیں رہتے۔ عوام کے دلوں سے ان مبارک اور باعظمت لوگوں کا وقار ختم کرنے کی کوشش کرتے ہو جو صراطِ مستقیم کے لیے نشانِ راہ ہیں۔ اب سنئے اس گواہی کی حقیقت۔

محدثین اور مفسرین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس واقعہ کو یوں طور نقل فرمایا ہے کہ روزِ قیامت تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امتیں بلائی جائیں گی اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے سوال ہو گا کیا تم نے اپنی اپنی امت کو تبلیغ کی تھی؟ عرض کریں گے کہ ہاں۔ اس پر کافر لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی رسول نہیں آیا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا جائے گا کہ تمہارا کوئی گواہ ہے عرض کریں گے کہ ہمارے گواہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لوگ ہیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے عادل لوگ بلائے جائیں گے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں گواہی دیں گے منکرین کہیں گے کہ یہ لوگ کس طرح ہم پر گواہی دے سکتے ہیں، جبکہ یہ بہت بعد میں پیدا ہوئے۔ اس جرح کے لیے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بلائے جائیں گے اور آپ اپنی امت کے عادل ہونے پر شہادت دیں گے تب فیصلہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہو گا۔ اس واقعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام اور دیگر اولیاء کرام کی گواہی بالتسامع تھی جس پر جرح ہو گی پھر آخر کار نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت بالمعاینہ پر ہی فیصلہ ہو گا کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا علم قرآن کریم کے ذریعے اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہی ہوا تھا کیونکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا صراحۃً ذکر تو قرآن مجید میں موجود نہیں ہے اگر نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہدِ حقیقی نہ ہوتے تو وہی جرح آپ پر بھی ہو سکتی تھی جو دیگر گواہوں پر ہوئی۔ اب ہمارے اس بیان پر اولیاء کاملین اور علماء وارثین کی شہادتیں ملاحظہ ہوں

مگر یہ بات یاد رہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے کی بنیاد قرآن مجید کی وہ آیات ہیں جن میں آپ کو شاہد اور شہید فرمایا گیا ہے اور گواہی میں اصل مشاہدہ ہی ہے اور اصل سے عدول بغیر تعذّر کے ہرگز جائز نہیں۔ اولیاء کرام اور علمائے علام کی شہادتیں تو صرف تائید میں نقل کی جاتی ہیں ورنہ عقیدہ کی بنیاد ان پر ہے۔

شیخ اکبر سیّدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

لَمْ تَعُمَّ رِسَالَةُ اَحَدٍ مِّنَ الرُّسُلِ سِوٰى رِسَالَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنْ زَمَانِ آدَمَ اِلٰى زَمَانِ بَعْثِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مُلْكُهٗ وَتَقَدُّمُهٗ عَلٰى جَمِيْعِ الرُّسُلِ وَسِيَادَتُهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مَنْصُوْصٌ عَلَيْهِمَا فِى الصَّحِيْحِ عَنْهُ فَرُوْحَانِيَّتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوْحَانِيَّةُ كُلِّ نَبِيٍّ وَّرَسُوْلٍ مَّوْجُوْدَةٌ فَكَانَ الْاِمْدَادُ يَاْتِيْ اِلَيْهِمْ مِّنْ تِلْكَ الرُّوْحِ الطَّاهِرَةِ۔[1]

ترجمہ:- سوائے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کے کسی رسول کی رسالت عام نہ تھی۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لیکر آپ کی بعثت کے زمانے تک اور قیامت تک آپ ہی کی بادشاہی ہے اور آپ کے تقدم اور آخرت میں سرداری پر آپ کی حدیث صحیح میں نص موجود ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت اور تمام انبیاء

---

[1] :- فتوحات مکیہ باب [illegible]۔

کی رُوحانیت موجود ہے اور انبیاء کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رُوح طاہرہ کی طرف سے مدد آئی تھی۔

پھر یہ بزرگ فرماتے ہیں۔

اَلْقُطْبُ الْوَاحِدُ فَھُوَ رُوْحُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الْمُمِدُّ لِجَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَالْاَقْطَابِ مِنْ حِیْنِ النَّشْاءِ الْاِنْسَانِیِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔[1]

ترجمہ:۔ قطب واحد پس وہ رُوح ہے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور وُہ مددگار ہے، تمام انبیاء اور رسولوں اور قطبوں کی ابتدائے انسانیت سے لیکر یوم قیامت تک۔

شیخ عبدالکریم جیلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

شیخ عبدالکریم جیلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اکابر صوفیہ میں سے ہیں اپنی کتاب الکمالات الالٰہیہ فی الصفات المحمدیہ میں فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا الشَّھِیْدُ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّصِفًا بِہٖ وَالدَّلِیْلُ عَلٰی ذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا فَھُوَ الشَّھِیْدُ الْمُطْلَقُ لِلْحَقِّ وَالْخَلْقِ۔

ترجمہ:۔ آپ کا ایک نام شہید بھی ہے پس نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام متصف تھے، صفت شہید کے ساتھ اور دلیل اس کی اللہ تعالےٰ کا

[1]:۔ فتوحات باب ۱۴ صـ ۱۹۲۔

قول اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا ہے پس آپ شہید مطلق ہیں اللہ تعالےٰ اور مخلوق کے لیے۔

صُوفیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی عبارات چونکہ عوام کے فہم سے بالاتر ہیں اس لیے ہم ان ہی چند حوالوں پر اکتفاء کرتے ہیں ورنہ تو بیشمار عبارات نقل کی جا سکتی ہیں جن سے مسئلہ بالکل واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔

علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آئی ہے جو کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا سے متعلق ہے۔ امام الاحناف مجدد وقت علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فِیْہِ تَنْبِیْہٌ نَبِیْہٌ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاضِرٌ نَاظِرٌ۔[1]

ترجمہ:۔ اس حدیث میں یہ تنبیہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

نیز فرماتے ہیں۔

لَا بُعْدَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْھَدُ لِنُوْحٍ اَیْضًا لِاَنَّہٗ مَحَلُّ النُّصْرَۃِ۔[2]

ترجمہ:۔ بعید نہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت نوح علیہ السلام

[1]:۔ حاشیہ مشکوٰۃ صـ ۴۸۵۔ [2]:۔ حاشیہ مشکوٰۃ صـ ۴۸۵۔

کے لیے بھی گواہی دیں گے کیونکہ وہ تمام مدد ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

برکت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی دیار الہند یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشہد میں السلام علیک ایھا النبیؐ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں،

این خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است
در ذرائر موجودات و افراد ممکنات۔[1]

ترجمہ:۔ السلام علیک ایہا النبی کا خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام موجودات کے تمام ذروں اور تمام افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

اور جامع البرکات میں فرماتے ہیں۔

وے صلی اللہ علیہ وسلم براحوال و افعال امت خود مطلع است و بر مقربان و خاصان خود مدد و مفیض و حاضر و ناظر است۔

ترجمہ:۔ یعنی نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کے احوال اور افعال پر مطلع ہیں اور اپنے مقربان اور خواص کے مدد فرمانے والے اور فیض پہنچانے والے ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔

---

[1]:۔ اشعۃ اللمعات ج ا صفحہ ۴۲۰۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی پارہ دوم میں وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے ماتحت لکھتے ہیں

و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان چیست و حجاب کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔

ترجمہ:۔ تمہارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم پر گواہ ہوں، اس واسطے کہ آنحضرت بالواسطہ نور نبوت ہر دیندار کے رتبہ دین پر مطلع ہیں کہ وہ آپ کے دین میں کس درجہ پر ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کس حجاب نے اُسے ترقی سے روکا ہوا ہے پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے گناہوں، درجات ایمان، اچھے اور برے اعمال، اخلاص و نفاق کو پہچانتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی گواہی دنیا میں شرع کے حکم سے اُمت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔

غوث الاولیا سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

وَاَقْوَى الْاَرْوَاحِ فِي ذَالِكَ رُوْحُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهَا لَهٗ

يحجب عنها شيء من العالم۔

ترجمہ:۔ تمام ارواح سے قوی تر روح نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے پس نہیں پوشیدہ اس سے کوئی چیز......

پھر فرماتے ہیں۔

واعظم الارواح علمًا واقواها نظرًا روحه صلى الله عليه وسلم لانها يعسوب الارواح فهي مطلعة على جميع ما في العوالم[1]

ترجمہ:۔ علم اور نظر کے اعتبار سے عظیم تر اور قوی روح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ وہ بادشاہ ہے تمام ارواح کی پس اُسے اطلاع ہے تمام جہانوں کی چیزوں پر، (یعنی نظرِ بصیرت سے سب کچھ دیکھتے ہیں)

جلال الملّت والدین امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شہید کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عالم به علم مشاهدة یعنی علم مشاہدہ رکھنے والا۔

العارف الصاوی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

اشار بذلك الى ان الشهيد معناه الذي لا يغيب عنه شيء

یعنی امام سیوطی نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ شہید اسے کہتے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو[2]

نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں

من النظر في اعمال امته والاستغفار لهم من السيئات

[1]:۔ کتاب الابریز ص ۲۵۰ ۔ [2]:۔ صاوی شریف جلد ۲ ص ۸۱ ۔

والدعاء بكشف البلاء عنهم والتردد في اقطار الارض لحلول البركة فيها وحضور جنازة من مات من صالحي امته فان هذه الامور من جملة اشغاله في البرزخ[1]

ترجمہ:۔ عالم برزخ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ اشغال میں سے یہ امور بھی ہیں اُمّت کے اعمال میں نظر اُن کے گناہوں کی بخشش کی دُعا اور ان سے مصیبت دُور کرنے کے لیے دُعا کرنا اور روئے زمین میں برکت دینے کے لیے آنا جانا اور اپنی اُمّت کے اولیاء کے جنازوں میں شرکت۔

اب خان صاحب ہی فرمائیں کہ کیا یہ غیر حاضر و ناظر کے کام ہیں جبکہ امام جلال الدین سیوطی ان اکابرین میں سے ہیں جن کی نظر سے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام آن واحد کے لیے بھی پوشیدہ نہ ہوتے تھے۔

العارف الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بہجۃ النفوس والاسماع میں بعض اکابرین اولیاء کے بعض مخصوص کمالات کا ذکر کیا ہے اور یوں فرماتے ہیں۔

ومنها شدة قربهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم كل وقت فلا يكاد يحجب عنهم في ليل او نهار حتى ان بعضهم صحح عدة احاديث عنه صلى الله عليه وسلم قال بعض الحفاظ بضعفها من طريق النقل الظاهر فثبتت بذلك عنده وقد ادركت جماعة وممن لهم هذا المقام منهم سيدي علي الخواص وسيدي علي المرصفي واخي

[1]:۔ انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء ص ۸ ۔

أَفْضَلُ الدِّيْنِ وَالشَّيْخُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ وَالشَّيْخُ نُوْرُ الدِّيْنِ الشُّوْنِيُّ وَالشَّيْخُ مُحَمَّدُ الصُّوْفِيُّ [1]

ترجمہ:۔ کمالات مخصوصہ میں ایک کمال نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شدید ترین قرب بھی ہے۔ پس نہیں پوشیدہ ہوتے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے، بعض نے کچھ حدیثیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح کی ہیں جن کو بعض حفاظ نے ظاہر طریقہ نقل کے اعتبار سے ضعیف کہا تھا اور اس مقام کے حضرات میں سے ایک جماعت کریں نے پایا ہے۔ اُن میں سے سیدی علی خواص سیدی علی مرصفی، میرے بھائی افضل الدین، شیخ جلال الدین سیوطی، شیخ نورالدین شونی، شیخ محمد صوفی ہیں۔

شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهٖ وَحَيَاتِهٖ فِيْ مُشَاهَدَتِهٖ لِأُمَّتِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذٰلِكَ عِنْدَهٗ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ بِهٖ [2]

ترجمہ:۔ آپ کے اپنی اُمّت کو مشاہدہ کرنے اور اُن کے احوال نیتیں عزائم ارادے جاننے کے اعتبار سے آپ کی موت اور حیات میں کوئی فرق نہیں یہ سب کچھ آپ پر بلا خفا کے روشن ہے۔

[1] مشارق الانوار الشیخ العدوی الحمزوی ص۔ [2] مختصر مواہب لدنیہ ص ۳۸۱۔

اعلان:۔ طائفہ وہابیہ نجدیہ اگر اولیاء عارفین اور علماء وارثین سے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیر حاضر و ناظر پر ایک بھی حوالہ ثابت کر دیں تو ایک حوالہ کا ایک صد روپے انعام دیا جائے گا۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۝

اہلِ عناد کا رد از علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قرآن کریم کی جن آیات یا بعض احادیث سے جو غیر حاضر و ناظر مفہوم ہوتا ہے اس کے بارے میں العارف الصاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

هٰذَا بِالنَّظَرِ لِلْعَالَمِ الْجِسْمَانِيِّ لِإِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَى الْخَصْمِ وَأَمَّا بِالنَّظَرِ لِلْعَالَمِ الرُّوْحَانِيِّ فَهُوَ حَاضِرٌ رِسَالَةَ كُلِّ رَسُوْلٍ وَمَا وَقَعَ لَهٗ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلٰى أَنْ ظَهَرَ بِجِسْمِهِ الشَّرِيْفِ وَلٰكِنْ لَا يُخَاطَبُ بِهٖ أَهْلُ الْعِنَادِ [1]

ترجمہ:۔ یہ عدم موجودگی جسمانی عالم کے اعتبار سے ہے۔ تاکہ مخالف پر حجت قائم کی جائے۔ مگر باعتبار عالم رُوحانی پس آپ ہر رسول کی رسالت اور جو کچھ اُس کے ساتھ وقوع میں آیا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جسم شریف کے ظاہر ہونے تک سب پر حاضر ہیں لیکن اہلِ عناد سے اس طریق پر خطاب نہیں کیا جاتا۔

[1] تفسیر صاوی شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۳۔

کیونکہ اہلِ عناد حقیقت کو نہیں تسلیم کرتے اور یہی حال ہے طائفہ وہابیہ نجدیہ کا کہ ان کا انکار بھی عناد پر مبنی ہے۔

احمد شہاب الدین ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

لَا مَانِعَ مِنْ اَنْ یَّرَی الْکَثِیْرُوْنَ فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ لِاَنَّہٗ کَالشَّمْسِ وَاِذَا کَانَ الْقُطْبُ یَمْلَأُ الْکَوْنَ قَالَہُ التَّاجُ بْنُ عَطَاءِ اللّٰہِ فَمَا بَالُکَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ[1]

ترجمہ:۔ کوئی مانع نہیں کہ ایک وقت لوگوں کی کثیر تعداد نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوں کیونکہ آپ مانند سورج کے ہیں اور جب کہ ایک قطب سے کائنات کی کوئی جگہ خالی نہیں جیسا کہ تاج بن عطاء اللہ نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔

اور ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ رویت سے بیداری مراد ہے لہٰذا سرورِ کائنات کا حاضر و ناظر ہونا اظہر من الشمس ہے بلکہ ائمہ اہلِ سنّت کے نزدیک قطب جو کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم ہے اُس سے بھی کوئی جگہ خالی نہیں، اب ذرا خادم رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی ملک الموت کا حال ملاحظہ فرماویں۔

[1] :۔ فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۵۹۔

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَاَبُو الشَّیْخِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ شَھْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ مَلَکُ الْمَوْتِ جَالِسٌ وَالدُّنْیَا بَیْنَ رُکْبَتَیْہِ وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاَبُو الشَّیْخِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ نَفْسَیْنِ اِتَّفَقَ مَوْتُھُمَا فِیْ طَرْفَۃِ عَیْنٍ وَّاحِدٌ بِالْمَشْرِقِ وَوَاحِدٌ بِالْمَغْرِبِ کَیْفَ قُدْرَۃُ مَلَکِ الْمَوْتِ عَلَیْھِمَا قَالَ مَا قُدْرَۃُ مَلَکِ الْمَوْتِ عَلٰی اَھْلِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ وَالظُّلُمَاتِ وَالْھَوٰی وَالْبُحُوْرِ اِلَّا کَرَجُلٍ بَیْنَ یَدَیْہِ مَائِدَۃٌ یَتَنَاوَلُ مِنْھَا اَیَّھَا شَاءَ وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ زُھَیْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَلَکُ الْمَوْتِ وَاحِدٌ وَالزَّحْفَانِ یَلْتَقِیَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَ ذٰلِکَ مِنَ السَّقْطِ وَالْھَلَاکِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَوَی الدُّنْیَا لِمَلَکِ الْمَوْتِ حَتّٰی جَعَلَھَا کَالطَّسْتِ بَیْنَ یَدَیْ اَحَدِکُمْ فَھَلْ یَفُوْتُہٗ مِنْھَا شَیْءٌ[1]

ترجمہ:۔ شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ ملک الموت بیٹھا ہوا ہے اور تمام دنیا اس کے گھٹنوں کے سامنے ہے۔ (حضرت) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ دو جانیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک ہی وقت میں مرتی ہیں ملک الموت کس طرح قادر ہے۔

[1] :۔ شرح الصدور صفحہ ۱۹۔

اُن پر فرمایا کہ ملک الموت کے لیے مشرق مغرب اندھیرے ہوا اور
سمندر ایسے ہی ہیں جیسے آدمی کے سامنے دسترخوان اُس میں سے جیتا
ہے جو چاہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ ملک
الموت ایک ہے اور مشرق و مغرب میں جنگ ہوتی ہے تو بے شمار
موتیں واقع ہوتی ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سمیٹ کر ملک الموت
کے لیے مانند طشتری کے کر دی ہے جو کہ ایک آدمی کے سامنے
ہو کیا اس میں کوئی چیز اُس سے فوت ہوتی ہے۔

یہ ہی حال ابلیس لعین کا ہے کہ اپنی جگہ سے تمام روئے زمین کے انسانوں
کو دیکھتا ہے اور ہر ایک کے حال کے مطابق وسوسہ ڈالتا ہے۔ یہ بات
قرآن مجید سے ثابت ہے۔

ایک مرتبہ ایک نجدی سے اس امر پر گفتگو ہوئی بندہ نے عرض کیا کہ
کائنات میں ہدایت کا سرچشمہ صرف مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور گمراہی
کا ٹھیکیدار ابلیس لعین ہے۔ مضل کو تو یہ قدرت ہے کہ اپنے مقام سے تمام
روئے زمین کے انسانوں کو دیکھے اور ہر ایک کے گمراہ کرنے کی کوشش کر
سکے۔ لیکن آپ کے نزدیک ہادیٔ مطلق علیہ السلام کو اس کے مقابلہ میں یہ طاقت
نہیں کہ اپنی اُمت کو ملاحظہ فرماویں اور مضل کے مقابلہ میں اپنے امتی کی حفاظت
فرماویں۔ اس سے تو قدرت کے اعتبار سے ہادی پر مضل کا غلبہ مفہوم ہے اور
قرآن مجید فرماتا ہے۔ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ۔ [1]

تو فرمانے لگے کہ مولانا شیطان کے حاضر و ناظر ہونے پر تو نص قطعی موجود

[1] پ المائدہ ع آیت ۵۶۔

ہے لیکن نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کونسی نص ہے۔ بندہ سمجھ گیا کہ
کہ یہ جملہ انہوں نے "براہین قاطعہ" سے رٹ رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نبی اکرم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایک ہی نہیں بلکہ کئی نصیں موجود ہیں۔ اُن میں سے
ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ
وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا [1]

صرف شاہد اور سراج منیر سے ہی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ مشاہدہ
فرمانے والے ہیں اور ایک ایسا روشن چراغ ہیں جو ہر وقت ہر جگہ روشنی دینے والا
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورج کو بھی سراج فرمایا ہے۔ لیکن اس کی صفت
منیر نہیں لایا۔ اور اس سورج کا یہ حال ہے۔ کہ کوئی علاقہ اس کی روشنی کے فیض سے
محروم نہیں ہاں جو اپنی پستی کی بنا پر محروم رہے تو رہے۔ اسی طرح سراج منیر صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے فیضان نور سے کوئی اپنے کفر کی بنا پر محروم رہے تو رہے ورنہ کائنات
کا ذرہ ذرہ آپ کے نور سے منور ہے۔ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ۔

مسئلہ حاضر و ناظر میں اولیاء کاملین اور علماء وارثین نے جو تحقیق فرمائی ہے
اگر وہ سب نقل کی جائے تو ایک دفتر درکار ہے۔ حوالاجات نقل کرنے میں بندہ
نے یہ بھی احتیاط کی ہے کہ ایسی عبارات نقل کی جائیں جن کو عوام نہیں کم از کم علماء تو
سمجھ سکیں ورنہ اکثر عبارتیں اس شان کی ہیں کہ موجودہ دور کے علماء کے فہم سے بھی بالاتر
ہیں۔ اِلَّا ماشاءَ اللہ۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ الْوَهَّابِيَّةَ لِيَفْهَمُوْا رِفْعَةَ شَانِ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ

[1] پ ۲۲ الاحزاب آیت ۴۵-۴۶۔

الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ دَائِمًا اَبَدًا اَبَدًا۔

خان صاحب گکھڑوی کے دلائل اور اُن کے جوابات

(۱) خان صاحب بخاری شریف، مسلم شریف، مسند ابو عوانہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں معراج سے واپس ہوا اور میں نے مشرکین کے سامنے اپنا سارا قصہ بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک پھر جہاں تک خدا کو منظور تھا عالم بیداری میں ایک ہی رات کے اندر جسد عنصری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی خاص نوازش اور قدرت سے سیر کر آیا ہوں تو مشرکین نے کہا اچھا اگر آپ واقعی گئے ہیں تو ہمیں بتلایئے کہ بیت المقدس کی فلاں فلاں چیز کہاں اور کس موقع پر واقع ہے، آپ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہ تھا اس پر مشرکین نے پھبتی اڑائی آپ کے الفاظ یہ ہیں،

فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ (مسلم) میں اتنا پریشان ہوا کہ ایسا پریشان کبھی نہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو تھوڑے وقت کے لیے میرے سامنے حاضر کر دیا مشرکین جو پوچھتے جاتے تھے میں دیکھ کر جواب دیتا جاتا تھا۔[1]

پہلا اعتراض :- پھر اس پر تفریع فرماتے ہیں "دیکھئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] تبرید النواظر ص۔

حاضر و ناظر ہوتے اور عالم الغیب ہوتے تو اتنی پریشانی کی کیا ضرورت تھی"

جواب :- میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض خان صاحب کے حاضر و ناظر کی حقیقت نہ سمجھنے پر مبنی ہے بندہ پھر عرض کر دیتا ہے کہ حاضر و ناظر ہونے کی ایک صورت تو یہ ہے انسان بذات خود وہاں موجود ہو اور چشم ظاہر سے ہر چیز کا مشاہدہ کرے اور دوسری صورت یہ ہے کہ تمام چیزیں انسان کے سامنے روشن ہوں اور چشم بصیرت سے اُن کا مشاہدہ کرے یہ دوسری صورت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر وقت ثابت ہے کہ تمام کائنات آپ کے آگے روشن ہے اور آپ چشم بصیرت سے مشاہدہ فرماتے ہیں لیکن اس صورت میں کسی خاص چیز کا علم حاصل کرنے کے لیے توجہ تام کی ضرورت ہے۔ اس کی تائید میں حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت نقل کر آئے ہیں اور احادیث پاک کے الفاظ اس بات پر واضح طور سے دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی طرف توجہ تام کرنے کا آپ کو موقع ہی نہیں دیا کیونکہ جواب میں تاخیر لازم آتی تھی جس سے قریش کو پھبتی اڑانے کا موقعہ مل سکتا تھا جس حدیث کی نقل میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ فَرَفَعَهُ اللهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ۔

ترجمہ :- میں مقام حجر میں تھا اور قریش مکہ معراج کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ پس انہوں نے بیت المقدس کی بعض اشیاء کے بارے میں سوال کیا جن کی طرف میں نے توجہ بھی نہ کی تھی پس مجھے اس پر پریشانی لاحق ہوئی کہ ایسی کبھی نہ ہوئی تھی پس اٹھایا بیت المقدس

کو میرے لیے اللہ تعالےٰ نے میں دیکھتا تھا اسی کو،

اور جس روایت میں امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما متفق ہیں وہ یہ ہے،

كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ۔

ترجمہ :۔ جب قریش نے مجھے جھٹلایا میں کھڑا ہوا مقام حجر میں پس اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس کو میرے لیے ظاہر فرمایا میں نے اس کی نشانیوں کی خبر دینی شروع کی، میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا،

اور عبداللہ ابن عباس کی حدیث میں یوں ہے،

فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ حَتّٰى وُضِعَ عِنْدَ دَارِ عَقِيْلٍ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ۔

ترجمہ :۔ پس لائی گئی مسجد یہاں تک کہ رکھا اس کو حضرت عقیل کے مکان کے پاس اور میں اس کو دیکھ رہا تھا،

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو پریشانی لاحق ہوتے ہی اللہ تعالےٰ نے مسجد کو آپ کے سامنے ظاہر فرما دیا اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مسجد اٹھا کر کیوں لائی گئی حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی قادر ہے کہ آپ کی نظر ظاہر سے حجاب دور فرما دیتا چونکہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور فضائل کے جامع ہیں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علی الاطلاق افضل بھی ہیں، جب ضرورت کے وقت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے آن واحد میں بلقیس کا تخت لایا گیا تو سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بیت المقدس لا کر اللہ تعالےٰ نے آپ کے لیے یہ فضل بھی ثابت کر دیا جو کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھا بلکہ اس سے کہیں

بڑھ چڑھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے خادم تو اپنے مقام سے بلقیس کے تخت کا ملاحظہ فرمائیں اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے یہ بات ثابت نہ ہو اور دوسرے خان صاحب سے ہم یہ بات دریافت کرنے کا بھی حق رکھتے ہیں کہ بیت المقدس یا اس جیسے دوسرے جزوی واقعات جن کو خان صاحب نے اپنے عقیدہ کا سہارا بنایا ہے کیا یہ سارے اخبار احاد نہیں ہیں کیا یہی علم غیب ہے جس میں اللہ تعالیٰ منفرد ہے اور کسی دوسرے کے لیے ثابت کرنا شرک و کفر ہے اور خان صاحب یہ بھی فرما دیں کہ جو آپ نے لکھا ہے کہ مشرکین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھبتی اڑائی یہ کس حدیث کے الفاظ ہیں اور یہ حدیث کی کون سی کتاب میں ہے، یہ بات ہم اپنے تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ کوئی وہابی دانش مند اور دیانت دار نہیں ہوتا دروغ گوئی اور قطع برید ان کا جزو ایمان ہے، ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مخالفین کو کبھی یہ موقع نہیں دیا کہ اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھبتیاں اڑائیں کیونکہ پھبتی ہمیشہ بے سرو پا بات کی اڑائی جاتی ہے۔

دوسرا اعتراض :۔ خان صاحب فرماتے ہیں کہ بخاری اور ابو عوانہ میں یہ روایت موجود ہے کہ غزوہ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ہار ضائع ہو گیا، فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہار تلاش کرنے کے لیے رک گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک سفر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی اس کو تلاش کرتے رہے مگر پوری توجہ مبذول کرنے کے بعد بھی وہ ہار نہ مل سکا تھک ہار کر جب کوچ کرنے کا اعلان کر دیا تو وہ اونٹ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوار تھیں اس کو اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے پڑا

ہوا تھا۔[1]

جواب ۔ اگر خان صاحب حدیث کی عربی عبارت نقل کر دیتے تو کیا حرج تھا ہاں صرف یہ تھا کہ عوام کی آنکھیں اندھی نہ کر سکتے۔ حدیث کی عبارت یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَاِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهٗ۔[2]

ترجمہ ۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] تسوید النواظر صفحہ ... ۔ [2] بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۹۳ ۔

کے ساتھ مقام بیدآ یا مقام ذات الجیش (مکہ اور مدینہ کے درمیان یہ دونوں مقام ہیں) میں تھے کہ میرا ہار گم ہو گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ قیام فرمایا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ نہ اس جگہ پانی تھا نہ لوگوں کے ہمراہ پانی تھا۔ پس لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کو خبر ہے کہ عائشہ نے کیا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روک لیا ہے حالانکہ نہ یہاں پر پانی ہے اور نہ ہمارے پاس پانی ہے۔ ابوبکر مجھ پر ناراض ہونے لگے اور کہا جو اللہ نے چاہا اور میری پسلی (کوکھ) میں ہاتھ مارا لیکن میں بوجہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میری ران پر آرام فرمانے کے حرکت سے بھی باز رہی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کو اُٹھے اور پانی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ اسید بن حضیر نے کہا کہ اے آل ابی بکر یہ کوئی تمہاری برکات میں سے پہلی ہی برکت نہیں پس ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جو میری سواری کا تھا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔

دوسری روایت ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِّيْ بِالْبَيْدَاءِ وَنَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ فَاَنَاخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فَثَنٰى رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِيْ رَاقِدًا اَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِيَ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ

فَلَمْ يُوجَدْ فَنَزَلَتْ[1] (آیت تیمم)

ترجمہ :- عائشہ فرماتی ہیں کہ مقام بیداء میں میرا ہار گر گیا حالانکہ ہم مدینہ آرہے تھے پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی سواری بٹھائی اور اُترے پس میری گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے ابوبکر آئے انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ تو نے ہار کی وجہ سے لوگوں کو روک لیا، باوجود انہوں نے مجھے "تکلیف" دی لیکن نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام فرمانے کی وجہ سے مردہ کی طرح تھی۔
(یعنی حرکت تک نہ ہوئی) جب صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے اور پانی تلاش کیا تو نہ پایا پس آیت تیمم نازل ہوئی۔

اب اصل واقعہ بھی ملاحظہ فرمادیں اور خان صاحب کی کذب بیانی بھی دیکھئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تو فرماتی ہیں کہ لوگوں نے آکر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی کہ دیکھو سیدہ نے کیا کیا ہے کہ ایسے مقام پر روک لیا کہ جہاں پانی نایاب ہے اور خان صاحب فرماتے ہیں کہ ابوبکر اور تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہار تلاش کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے یوں فرماتی ہیں کہ سواری سے اترتے ہی میری گود میں آرام فرمانے لگے اور صبح سے پہلے آپ اٹھے ہی نہیں، خان صاحب کی بے شعوری دیکھیں کہ جھوٹ باندھتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ اگر ہار تلاش کیا جاتا تو اسی جگہ تلاش کرنا تھا جہاں سیدہ رضی اللہ عنہا کا قیام تھا اور اسی سامان کو الٹ پلٹ کیا جاتا جو سیدہ رضی اللہ عنہا سے متعلق تھا تو کیا سارا میدان چھان مارا اور اونٹ نہ اٹھایا رخاک بریں عقل و دانش،

[1] :- بخاری شریف جلد ۲ ص ۶۹۳۔

بلکہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ نَزَلَ فَثَنَى رَأْسَهُ فِي حِجْرِي تو صاف دلالت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت حال کی اطلاع تھی اور جانتے تھے کہ ہار کا گم ہونا تو ایک ظاہری بہانہ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان میں ایک بھی لفظ ایسا نہیں جو کہ ہار کی تلاش پر ایک خفیف دلالت بھی کرتا ہو خان صاحب اگر ہار کا تلاش کرنا احادیث سے ثابت کر دیں تو ایک صد روپیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا ورنہ انعام الٰہی لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ تو موجود ہی ہے۔

تیسرا اعتراض :- فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دعوت ولیمہ پر مدعو کیا وہ کھانا کھا چکے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں سننے کے لیے بیٹھ گئے آپ کو اتنی طویل مجلس اور باتوں سے اذیت پہنچی آپ نے زبان مبارک سے تو نہ فرمایا کہ تم چلے جاؤ، البتہ ایک لطیف حیلہ یہ تجویز فرمایا کہ خود اٹھ کر باہر چلے گئے، تاکہ میرے ساتھ یہ بھی چلے جائیں آپ باہر چکر لگا کر لوٹ آئے۔ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ..... فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ اس خیال سے کہ صحابہ اٹھ کر چلے گئے ہوں گے لیکن آپ نے دیکھا کہ وہ باقاعدہ بیٹھے ہوئے ہیں آپ پھر چلے گئے، اور حضرت انس کو پھر بھیجا کہ جا کر دیکھو ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں یا چلے گئے ہیں، کافی دیر کے بعد جب حضرت انس نے آپ کو اطلاع دی کہ وہ چلے گئے ہیں تو آپ اپنے حجرہ میں حضرت زینب کے پاس تشریف لے گئے۔[1]

جواب :- اس پر خان صاحب یوں طور اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت

[1] ملخص تسویۃ الفواقر ص ۱۵۱۔

صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ صحابہ ابھی گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے یہ خیال کیوں کیا کہ شاید چلے گئے ہوں پھر حضرت انس کو تحقیق حال کے لیے آپ نے کیوں بھیجا۔[1]

اب اصل واقعہ ملاحظہ ہو۔ اس واقعہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پانچ روائتیں ہم بعینہٖ نقل کر دیتے ہیں تاکہ ناظرین خان صاحب کے کذب اور دجل سے بخوبی واقف ہو جائیں۔

حدیث نمبر ۱: عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ وَاِذَا هُوَ كَاَنَّهُ يَتَهَيَّاُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَاِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ اِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا[2]

ترجمہ: نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چند صحابہ کو دلیمہ کی دعوت دی وہ کھا کر بات چیت کے لیے بیٹھ گئے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اٹھنے کا قصد فرمایا لیکن صحابہ نہ اُٹھے یہ دیکھ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ و السلام خود اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے اُٹھنے پر کچھ صحابہ اٹھ کھڑے ہوئے اور تین شخص بیٹھے رہے۔ پھر حضور اندر آنے کے لیے لوٹے

[1] تسدید النواظر ص [illegible]۔ [2] بخاری شریف جلد ۲ ص [illegible]۔

لیکن لوگ بیٹھے تھے (واپس ہو گئے) اس کے بعد وہ اٹھ گئے انس فرماتے ہیں کہ میں نے جاکر اُن کے چلے جانے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع دے دی۔

حدیث نمبر ۲: وَصَنَعَ طَعَامًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُوْدٌ يَتَحَدَّثُوْنَ[1]

ترجمہ: دعوت ولیمہ پر لوگوں کو بلایا (کھانے کے بعد) وہ بات چیت کرنے بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھے ہوئے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باہر جانا اور واپس آنا شروع کر دیا۔

حدیث نمبر ۳: بَقِيَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ثَلٰثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا اَدْرِيْ اَخْبَرْتُهُ اَوْ اُخْبِرَ اَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ[2]

ترجمہ: لوگ گھر میں بات چیت کرنے لگے پس نکل گئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام..... پھر واپس آئے تو لوگ ابھی بیٹھے ہی تھے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ شدید الحیاء تھے (اس لیے صراحتاً چلے جانے کا حکم نہ فرمایا) پس آپ خود پھر سیدہ عائشہ کے حجرے کی جانب تشریف لے گئے۔ (انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے) میں

[1] بخاری شریف جلد ۲ ص [illegible]۔ [2] بخاری شریف جلد ۲ ص [illegible]۔

نہیں جانتا کہ ان لوگوں کے چلے جانے کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے دی یا کسی اور نے۔

حدیث نمبر ۴ :- فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی حُجَرِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ.... فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی بَیْتِهٖ رَاٰی رَجُلَیْنِ جَرٰی بِهِمَا الْحَدِیْثُ فَلَمَّا رَاٰهُمَا رَجَعَ عَنْ بَیْتِهٖ دَثَبَا مُسْرِعَیْنِ فَمَا اَدْرِیْ اَنَا اَخْبَرْتُهٗ بِخُرُوْجِهِمَا اَمْ اُخْبِرَ فَرَجَعَ۔ [۱]

ترجمہ :- حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو خوب روٹی اور گوشت کھلایا پھر آپ اُمہات المؤمنین کے حجروں کی طرف نکل گئے جب واپس آئے تو دو شخصوں کو گفتگو کرتے دیکھ کر واپس ہو گئے، جب اُن دونوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوٹتے دیکھا تو خود بھی جلدی سے اُٹھ گئے۔ میں نہیں جانتا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے جانے کی خبر کس نے دی میں یا کسی اور نے (پس آپ واپس آ گئے۔

حدیث نمبر ۵ :- مَا قَامَ قَوْمٌ حَتّٰی قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَشٰی فَمَشَیْتُ مَعَهٗ حَتّٰی بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ فَاِذَا هُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ الثَّانِیَةَ حَتّٰی بَلَغَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ فَاِذَا هُمْ قَدْ قَامُوْا

---

[۱] :- بخاری شریف جلد ۲ ص ۷۰۴۔

فَضَرَبَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ السِّتْرَ وَاُنْزِلَتْ اٰیَةُ الْحِجَابِ۔ [۱]

ترجمہ :- کھانے کے بعد لوگ نہ اُٹھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اٹھ کھڑے ہوئے پس آپ چلے ان کے ساتھ میں یہاں تک کہ آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر پہنچے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گمان کیا کہ لوگ چلے گئے ہوں گے، آپ واپس لوٹ آئے میں ساتھ لوٹ آیا لوگ ابھی بیٹھے ہی تھے حضور پھر واپس ہو گئے میں دُوسری دفعہ واپس ہو گیا یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے تک گئے پھر واپس آ گئے۔ میں بھی واپس آ گیا تو لوگ جا چکے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اندر داخل ہو کر پردہ ڈال لیا۔

خان صاحب نے مسلم شریف کی حدیث کے الفاظ ثم ظن انهم قد خرجوا سے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم علم پر جو دلیل پکڑی ہے یہ سراسر نادانی ہے کیونکہ یہ الفاظ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہیں بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ خان صاحب کی دانشمندی پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں، کیونکہ جن الفاظ سے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم علم پر دلیل پکڑی ہے ان ہی الفاظ سے خان صاحب کے نزدیک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم غیب ثابت ہوتا ہے کیونکہ ظن ایک باطنی امر ہے اگر خان صاحب جواب دیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا علم غیب ثابت نہیں ہوتا بلکہ انہوں نے اندازاً یہ بات کہی ہے تو ہم جواب دیں گے کہ پھر آپ کا ان

---

[۱] :- مسلم شریف ج ۱ ص ۴۶۱۔

الفاظ کو جو اندازاً کہے گئے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدمِ علم پر دلیل پکڑنا جہالت ہے۔ ایک اور طریقہ سے خان صاحب کی جہالت کا ثبوت۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے کہ صحابہ بغیر میرے حکم کے جانے والے نہیں حکم چاہے صراحتاً ہو یا کنایۃً تب ہی تو آپ نے یہ آنے اور جانے کی تکلیف گوارا کی ورنہ تو آپ یہ حیلہ کیوں تجویز فرماتے تو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ایک بار نکل آنے سے ہی یہ گمان کیسے کر سکتے تھے کہ صحابہ چلے گئے ہوں کیونکہ ایک دفعہ مجلس سے اٹھ جانا اس بات کی دلیل نہیں بنتا کہ دوبارہ واپس آ کر مجلس میں شریک نہ ہوں گے کیونکہ احتمال باقی رہتا ہے کہ کسی خاص ضرورت کے ماتحت تشریف لے گئے ہیں ابھی واپس آ کر رونق افروز ہوں گے۔ آپ کا دُوسری مرتبہ واپس آ کر لوٹ جانا تو صرف اسی لیے تھا کہ صحابہ کے نزدیک یہ بات متحقق ہو جائے کہ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں رونق افروز ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ لہٰذا ہمارا بیٹھنا بیکار ہے۔ اسی لیے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوبارہ واپس لوٹ جانے کو دیکھ کر صحابہ نے مجلس برخاست کر دی لہٰذا اعتراض صرف خان صاحب کے عدمِ علم کی دلیل ہے اور خان صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحقیق کے لیے بھیجا یہ سراسر کذب ہے۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ہی نہیں کہ صحابہ کے چلے جانے کی اطلاع میں نے دی یا کسی اور ذریعہ سے اطلاع دیئے گئے۔ خیر خان صاحب کی کذب بیانی پر ہمیں اتنا افسوس نہیں جتنا کہ ان کی کم فہمی پر ہے کیونکہ دروغ گوئی تو اس طائفہ وہابیہ کی فطرت میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ خان صاحب زبان درازی اہلِ سُنت کے ایسے جید عُلماء پر کرتے ہیں مثلاً فقیہ العصر حضرت مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی اور غزالی دوراں علامہ

سیّد احمد سعید صاحب کاظمی مُلتانی اور مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی جنہوں نے ملک بھر کے تمام بدمذہبوں کے مُنہ میں لگام دے رکھی ہے اور جواب دینے میں خان صاحب کی مثال بالکل ایسی ہے کہ پنجابی کی ایک مثال ہے کہ ایک تیلی نے ایک جاٹ کو کہا۔

اوجاٹا تیرے سر وچ ماریا وٹا تینوں عقل کدوں آوے گی۔

اس پر جاٹ صاحب بڑے گرمائے اور فرمانے لگے کہ۔

اوتیلی تیرے سر وچ ماریا کھوہو تینوں عقل کدوں آوے گی۔

سُننے والوں نے جاٹ سے کہا کہ میاں تیری بات کا توازن درست نہیں ہے۔ جاٹ صاحب فرمانے لگے کہ توازن کو نہ دیکھو صرف دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ کھوہو ویسے تو وٹے سے بھاری ہے۔

چوتھا اعتراض :- خان صاحب بخاری شریف اور مسند طیالسی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن ثابت کی سرکردگی میں ۱۰ صحابی بطور جاسوس مشرکین کے حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیے۔ جب یہ حضرات مقام ہدہ میں پہنچے تو قبیلہ بنو لحیان نے ان کو گھیر لیا۔ آٹھ صحابہ کو تو اُسی جگہ شہید کر دیا اور دو کو گرفتار کر کے لے گئے کچھ دنوں کے بعد ان کو بھی تختہ دار پر لٹکا دیا۔ حضرت عاصم نے شہادت کے وقت یہ پُر درد الفاظ کہے۔

اَللّٰھُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِیَّكَ ۔ اے اللہ ہمارے حالات سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دے۔ اللہ تعالےٰ نے اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا۔ اس واقعہ پر خان صاحب مندرجہ ذیل تفریح فرماتے ہیں۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو صحابہ کرام

کو جاسوسی کے لیے آپ نے کیوں بھیجا۔ خود ہی مدینہ منورہ میں دشمن کے حالات بیان فرما دیتے اور پھر یہ دس صحابی کس بیدردی اور بے جگری سے تہ تیغ کیے گئے۔ کیا آپ نے دانستہ ان کو قتل کرا دیا تھا[1]۔

جواب نمبر ۱: صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاسوسی کے لیے بھیجنا تعلیم اُمت کے لیے تھا اگر آپ تمام نظام سلطنت کو اپنی معلومات کے اعتبار سے ہی انجام دیتے تو بعد میں آنے والے کو رہا طمن کیا کرتے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بھی ارشاد فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[2]

تمہارے واسطے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ میں ہر قسم کے نظام کا بہتر نمونہ ہے یعنی۔

اگر آپ ایسا نہ کرتے تو نظام جنگ کا یہ دستور کیسے ثابت ہوتا؟

جواب نمبر ۲: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اُسی کے احکام جاری فرماتے ہیں۔ اگر اپنی طرف سے بھی کوئی حکم صادر فرمائیں وہ من جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس حکم کو تائید الٰہی حاصل ہوتی ہے ورنہ تو اسی وقت اللہ تعالےٰ اپنے نبی کو حکم صادر فرمانے سے روک دیتا ہے۔

جواب نمبر ۳: اگر جاسوس بھیجنا نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر اور مطلع علی الغیب کے منافی ہے تو اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو شہید کیے گئے۔ اس کا کیا جواب ہوگا کیا اللہ تعالےٰ حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہیں ہے اگر ہے تو پھر اللہ تعالےٰ نے دانستہ اپنے انبیاء

---

[1] تسویۃ النواظر ص۵ ملخص۔ [2] پ المتحنہ پانچ آیت۔

کیوں شہید کرائے۔

جواب نمبر ۴: اگر آپ کا جاسوس بھیجنا عدم علم کی بنا پر تھا تو اللہ تعالےٰ نے کیوں نہ روک دیا اور کیوں نہ فرمایا کہ وہاں کے حالات کی اطلاع میں آپ کو دے دیتا ہوں جاسوس نہ بھیجے۔ اللہ تعالےٰ نے دانستہ اپنی مخلوق کو تہ تیغ کیوں ہونے دیا۔ حالانکہ حضرت عاصم بن ثابت انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد ان کی لاش مبارک کی اللہ تعالےٰ نے حفاظت فرمائی اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو ایام اسیری میں کھانے کے لیے اللہ تعالےٰ انگور بھیجتا رہا، کیا اُن کو کفار کے پنجے سے نجات دلانے پر قادر نہ تھا؟ ثابت ہوا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فعل عین قضاء وقدر تھا جس پر آپ کو اطلاع تھی۔

جواب نمبر ۵: حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا دعا کرنا کہ اے اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمارے حال سے باخبر کر دے سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے منافی نہیں، کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ عَنَّا نَبِيَّكَ کہ ہمارے اللہ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمارے حال کا علم عطا فرما، تو دعا کے الفاظ میں احتمال اس بات کا ہے کہ اے اللہ! اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمارے حال کی طرف متوجہ فرما دے۔ لہٰذا صحابی کا دعا کرنا آپ کے حاضر و ناظر ہونے اور مطلع علی الغیب ہونے کے منافی نہیں۔

ایک اور طریقہ سے جواب: ایک چیز کے ثابت ہوتے ہوئے اس کے لیے دعا کرنا منع نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عالی قدر اور عظیم الجاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔